132983 ـ عقد نكاح ميں بےنماز كى گواہى كا حكم

سوال

ميرا عقد نكاح ہوا تو اس نكاح كا ايك گواہ تارك نماز تھا بلكہ بعض اوقات تو وہ نماز جمعہ بھى ادا نہيں كرتا، اسى طرح مجھے علم نہيں كہ آيا ميرى بيوى كا والد بھى نماز ادا كرتا ہے يا نہيں، ليكن وہ نماز جمعہ ادا كرتا اور روزے ركھتا ہے اور عقد نكاح ميں ولى بھى وہى تھا، كيا يہ نكاح صحيح ہے، اور كيا ميں اپنے سسر سے نماز كے بارہ ميں دريافت كروں يا نہ ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

نكاح صحيح ہونے كے ليے دو عادل مسلمان گواہوں كا ہونا شرط ہے؛ كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ولى اور دو عادل گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا "

اسے امام بيہقى نے عمران اور عائشہ رضى اللہ تعالى عنہما سے روايت كيا اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح الجامع حديث نمبر (7557) ميں صحيح قرار ديا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" دو مسلمان گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا، چاہے خاوند اور بيوى دونوں مسلمان ہوں، يا پھر خاوند اكيلا مسلمان ہو امام احمد نے يہى بيان كيا ہے، اور امام شافعى كا بھى ايك قول ہے..... كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" ولى اور دو عادل گواہوں كے بغير نكاح نہيں ہوتا " انتہى

ديكھيں: المغنى (7 / 7) كچھ كمى و بيشى كے ساتھ.

دوم:

نماز کی فرضیت کا اقرار کرتے ہوئے نماز ترک کرنے والا شخص جمہور فقہاء احناف شافعی اور مالکی حضرات کے مسلك میں فاسق ہے، اور امام احمد اور جمہور سلف صحابہ اور تابعین کے مسلك میں کافر ہے، اور دلائل بھی اسی قول پر دلالت کرتے ہیں.

اس کی مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (5208) اور (83165) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اس بنا پر نکاح میں اس کی گواہی صحیح نہیں کیونکہ وہ عادل نہیں ہے چاہے اسے کافر قرار دیا جائے یا فاسق وہ عادل نہیں ہے.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

دین کا التزام کرنے اور نماز پنجگانہ کے پابند شخص نے ایك مسلمان عورت سے شادی کی اور عقد نکاح میں ایك گواہ ایسا بھی تھا جو نماز ادا نہیں کرتا، اور ہو سکتا ہے کبیرہ گناہ مثلا شراب نوشی کا بھی مرتکب ہو، تو کیا اس طرح کی حالت میں شرعی طور پر یہ نکاح صحیح ہے ؟

یہ علم میں رہے کہ عقد نکاح کے وقت بہت سارے نماز افراد موجود تھے اور انہوں نے عقد نکاح ہوتے ہوئے خود دیکھا ہے تو خاوند اور بیوی کے مابین اس نکاح کا حکم کیا ہوگا، اور کیا انہیں دوبارہ نکاح لکھانا ہوگا ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" جب عقد نکاح میں ولی کے ایجاب یعنی میں نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور خاوند کے قبول کرنے کے وقت صرف دو گواہوں کے علاوہ کوئی اور نہ ہو اور ان گواہوں میں ایك نماز ادا نہیں کرتا تو پھر عقد نکاح دوبارہ کرنا ہوگا؛ کیونکہ وہ گواہ عادل نہیں ہے؛ اس لیے کہ عقد نکاح میں ولی کے ساتھ دو عادل گواہ ہونا ضروری ہے.

اس لیے عقد نکاح کے وقت ولی نے کہا میں نے تجھ سے اپنی بیٹی کی شادی اور خاوند نے اسے قبول کیا تو صرف دو گواہ موجود تھے جن میں ایك فاجر جس فجور معروف ہو یا کوئی گواہ کافر مثلا نماز ادا نہ کرتا ہو تو پھر نکاح کی تجدید ہو گی " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (20 / 45).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ایك شخص نے شادی کرنا چاہی اور جب عقد نکاح کا وقت ہوا تو دو گواہ لائے گئے لیکن پتہ چلا کہ ان میں سے ایك شخص تو نماز ادا نہیں کرتا تو اس نکاح کا حکم کیا ہو گا ؟

شیخ کا جواب تھا:

" یہ عقد نکاح صحیح نہیں؛ کیونکہ جو نماز ادا نہیں کرتا اس کی گواہی صحیح نہیں ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

اس لیےگواہ کا عادل ہونا شرط ہے، اور جو نماز ادا نہیں کرتا وہ عادل نہیں، اور نہ ہی مسلمان ہے اس لیے اس کی گواہی صحیح نہیں ہو گی " انتہی

ماخوذ از: شیخ صالح الفوزان کی ویب سائٹ.

سوم:

جب نکاح کا اعلان ہو گیا اور لوگوں کو اس نکاح کا علم ہو چکا تو اکثر اہل علم کے ہاں یہ خاص گواہی کے حصول سے مستغنی ہو جائیگا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض علماء کا کہنا ہے: شرط یہ ہے کہ یا تو گواہ ہوں یا پھر اعلان ہو، یعنی نکاح کا اظہار اور وضاحت کی جائے، اور جب اعلان کر دیا جائے تو یہ کافی ہے؛ کیونکہ یہ چیز نکاح مشہور ہونے میں بالغ حیثیت رکھتا ہے، اور زنا سے مشتبہ ہونے سے بھی امن میں زیادہ بلیغ ہے؛ کیونکہ اس میں گواہ کا نہ ہونا ممنوع ہے، اس لیے کہ ہو سکتا ہے کوئی شخص کسی عورت سے زنا کر کے بعد میں دعوی کر دے کہ اس نے اس سے شادی کی تھی حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا.

اس لیے اس سبب کی بنا پر نکاح میں گواہی کی شرط ضروری ہے، لیکن جب نکاح کا اعلان ہو اور لوگوں میں اس نکاح کی شہرت ہو جائے تو یہ ممانعت بالاولی ختم ہو جائیگی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی اختیار یہی ہے.

بلکہ ان کا کہنا ہے: نکاح کا اعلان کیے بغیر گواہوں کا موجود ہونے سے نکاح صحیح ہونا محل نظر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا اعلان کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہے:

" نکاح کا اعلان کرو "

اور اس لیے بھی کہ خفیہ نکاح سے فساد اور خرابی کا خدشہ ہے، اگرچہ وہ گواہوں کی موجودگی میں ہو کیونکہ

کوئی ایك ایسا کر سکتا ہے کہ زنا کرے اور پھر کہے میں نے تو اس عورت سے شادی کی تھی اور اس پر دو جھوٹے گواہ بھی پیش کر دے اللہ اس سے محفوظ رکھے "

پھر کہتے ہیں:

چار حالات ہیں:

پہلی حالت:

نکاح میں گواہ بھی ہوں اور اس کا اعلان بھی کیا جائے، اس نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شك و شبہ نہیں، اور نہ ہی کوئی اس کو غیر صحیح کہتا ہے.

دوسری حالت:

گواہ تو ہوں لیکن اعلان نہ کیا جائے، اس نکاح کے صحیح ہونے میں نظر ہے؛ کیونکہ یہ حکم " نکاح کا اعلان کرو " کے مخالف ہے.

تیسری حالت:

نکاح کا اعلان ہو لیکن گواہ نہ ہوں، تو راجح قول کے مطابق یہ نکاح جائز اور صحیح ہے.

چوتھی حالت:

نہ تو گواہ ہوں اور نہ ہی اعلان، تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں گواہ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی اعلان نکاح پایا جاتا ہے" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 95).

مزید تفصیل اور معلومات کے لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب " الاختیارات الفقهیة (177) کا مطالعہ کریں.

اس قول کی بنا پر اگر تو نکاح کا اعلان اور شہرت ہوئی ہے تو نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ ان شاء اللہ اعلان نکاح کافی ہے، لیکن اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ گواہی نکاح فارم پر دستخط کرنے والوں پر ہی منحصر نہیں، بلکہ جو شخص عقد نکاح کے وقت حاضر و موجود تھا مثلا نکاح رجسٹرار یا قریبی رشتہ دار مثلا آپ کا والد وغیرہ تو وہ بھی اس نکاح کا گواہ ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ گواہی کے لائق تھا.

شافعیہ کے مسلك میں اور امام احمد کےایك قول کے مطابق خاوند کے والد کی گواہی صحیح ہے "

دیکھیں: حاشیہ البجیرمی (3 / 396) اور الانصاف (8 / 105).

مزید فائدہ کے لیے سوال نمبر (124678) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

مسلمان کے بارہ میں حتی الامکان حسن ظن کا مظاہرہ کرنا چاہیے، اسے سلامتی پر محمول کرنا چاہیے، آپ نے بیان کیا ہے کہ لڑکی کا والد جمعہ کی ادائیگی کرتا ہے اور روزے بھی رکھتا ہے اور آپ کو یہ علم نہیں کہ وہ نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے یا نہیں، اگر تو آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں جس سے یہ علم ہو کہ وہ نماز ادا نہیں کرتا تو اصل میں نمازی ہے، تو اس طرح اس کا نکاح میں ولی بننا صحیح ہے، اور آپ کو اس کی نماز کے متعلق دریافت نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی آپ کے لائق ہے کہ ایسا کریں؛ کیونکہ اس میں سوء ظن اور آپس میں بغض و عداوت پیدا کرنا ہے.

واللہ اعلم .